تحریر: الدکتور محمد عجاج الخطیب
ترجمہ: جناب محمد مسعود عبدہٗ

قسط (۱۹)

اسماء وصفات باریتعالیٰ

"اسماء اللہ الحسنیٰ" کے معانی

۲۹- اَلْبَصِیْرُ

"اَلْمُبْصِرُ" کے معنی میں مبالغہ کے لیے ہے، یعنی نگہبان، خوب دیکھنے والا ــــ مراد اس سے وہ ذاتِ باری تعالیٰ ہے جو ان تمام امور سے بھی واقف ہے جن کا ادراک مخلوق اپنی آنکھوں سے کر سکتی ہے، اور ایسے امور سے بھی باخبر ہے جو اس کے دائرۂ ادراک سے باہر ہیں۔

اگر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے، اس کے جہری اور سرّی اقوال کو سننے والا ہے ــــ اس کے تمام اعمال سے واقف ہے، خواہ وہ انھیں چھپ کر انجام دے یا علانیہ کرے، دن کے اجالے میں کرے یا رات کے اندھیروں میں! ــــ تو یہ عقیدہ وایمان مسلمان کو اللہ رب العزّت کی طرف مسلسل راغب رکھے گا، اس کے طرزِ عمل کی اصلاح کرے گا، اس کے خُلق کو بلند کرے گا، اس کی روح کو جِلا بخشے گا اور اس کے نفس کو پاکیزہ تر بنائے گا ــــ اس سے نہ صرف فرد کی اصلاح ہو گی، بلکہ پورا معاشرہ سدھر سکتا ہے اور مخلوقِ خداوندی اس ایمانی حلاوت سے آشنا ہو سکتی ہے، جس کا تصور صرف ایک بندۂ مومن ہی کر سکتا ہے!

۳۰- اَلْحَکَمُ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ" (الاعراف: ۸۷)

"یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرما دے، اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے!"

"الحکم" یعنی وہ حاکم جس کے فیصلے کو کوئی رد نہ کر سکے اور نہ ہی اس کے حکم سے سرتابی کر سکے — حضرت شریح بن ہانی رض فرماتے ہیں، مجھ سے میرے والد ہانی بن یزید نے بیان فرمایا :

"انہٗ وفد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فسمعہ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یکنونہ بابی الحکم، فقال : انّ اللہ تعالیٰ ھو الحکم، لم تکنی بابی الحکم؟ قال : انّ قومی اذا اختلفوا حکمتُ بینھم فرضی الفریقان، قال النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم ھل لک ولد؟ قال : شریح وعبد اللہ ومسلم بنو ھانئ، قال : فمن اکبرھم؟ قال : شریح - قال : انت ابو شریح، فدعا لہٗ ولولدہٖ" (الاسماء والصّفات ص ۸۰، ابوداؤد، نسائی، دیکھیے جمع الفوائد ج ۲ ص ۱۰۴)

"وہ (میرے والد) ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے یہ سنا کہ لوگ انھیں "ابوالحکم" کی کنیت سے پکارتے ہیں، تو آپؐ نے فرمایا، "آپ نے اپنی کنیت ابوالحکم کیوں رکھی ہے؟ —— "حَکَم" تو اللہ رب العزت کی ذات ہے، لہٰذا یہ کنیت نہ رکھیے!" انھوں نے جواب دیا، "اللہ کے رسولؐ! میری قوم میں جب کوئی اختلاف پیدا ہوتا ہے اور میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں تو دونوں فریق میرے فیصلہ پر راضی ہو جاتے ہیں، اسی لیے میری یہ کنیت ہے۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "کیا آپ کی کوئی اولاد ہے؟" عرض کی، "تین بیٹے ہیں : شریح، عبداللہ اور مسلم!" آپؐ نے پوچھا، "ان میں سے بڑا کون ہے؟" انھوں نے جواب دیا : "شریح"! آپؐ نے فرمایا، "تو پھر آپ ابو شریح ہیں۔" اس کے بعد آپؐ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے (برکت کی) دعاء کی!"

قاضی فقیہ ابو عبداللہ الحلیمی "حَکَم" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"ھو اللہ الّذی الیہ الحکم۔ واصل الحکم منع الفساد، وشرائع اللہ تعالیٰ کلّھا استصلاح للعباد۔" (الاسماء والصفات ص ۸۰)

یعنی "حَکَم" وہ ذاتِ اعلیٰ ہے، جس کو فیصلہ کرنے کا اصل حق ہے۔ اس کے تمام فیصلوں کی روح فساد کا خاتمہ ہے اور شریعت کے تمام امور (قوانینِ الٰہیہ)

انسانوں کی (انفرادی و اجتماعی) اصلاح کے حامل ہیں۔"

علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں :

"حَکَم کہا ہی اسے جا سکتا ہے جو لوگوں کو دوسروں پر ظلم کرنے سے باز رکھ سکے اور مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے بچا سکے۔" (الاسماء والصفات ص ۸۰)

۳۱ ۔ اَلعَدلُ

"الذی لا یمیل به الهوٰی فیجور فی الحکم۔"

یعنی وہ ذات جس کے فیصلہ میں ذاتی مفاد کو دخل نہ ہو، مبادا اس کا نتیجہ "فیصلہ میں ظلم" کی صورت میں نکلے۔ "اَلعَدل" "عَدَلَ، یَعدِلُ، عَدلاً" سے مصدر ہے اور یہ اسمِ گرامی صرف اللہ رب العزت کو لائق ہے۔

عدل، عادل کے معنوں میں ہے، تاہم یہ "عادل" سے زیادہ بلیغ ہے۔ اسی لیے اللہ عزّ شانہٗ وجلّ جلالہٗ نے اس نام سے اپنے تئیں موسوم فرمایا ہے ـــــ چنانچہ وہ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے، حق ہی بیان فرماتا ہے، اور جو کچھ کرتا ہے وہ بھی حق ہی ہوتا ہے ـــــ اللہ ربّ العالمین کا یہ ارشاد، جو قرآنِ کریم کی توصیف میں وارد ہوا ہے، کس قدر بلیغ ہے کہ :

"وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔" (بنی اسرائیل : ۱۰۵)

"اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ نازل فرمایا اور یہ حق کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے!"

اللہ رب العزت خود بھی عادل ہیں، اور اپنے بندوں کو بھی انھوں نے یہ حکم فرمایا ہے کہ وہ فیصلے انصاف کے ساتھ کیا کریں ـــــ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ـــــ الآیۃ!" (النسآء : ۵۸)

"اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے اہل کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو!"

نیز فرمایا :

"وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔" (الحجرات : ۹)

"اور انصاف سے کام لو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت سی ایسی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جو عدل و انصاف کی ترغیب دیتی، اور عدل و انصاف کو ملحوظ رکھنے والوں کے بلند مرتبہ ہونے کی بشارت دیتی ہیں —— مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :

"سبعة یُظلّھم اللہ فی ظلّہ یوم لا ظلّ الّا ظلّہ ، امام عادل —— الحدیث - ؎ !"

"سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اپنے سایہ میں رکھے گا، جس دن اس کے سایہ کے سوا دوسرا کوئی سایہ نہ ہوگا ، ایک تو انصاف کرنے والا حاکم ...!"

نیز فرمایا :

"انّ المقسطین (ای عادلین) عند اللہ علی منابر من نور عن یمین

؎ بقیہ حدیث یوں ہے :

"وشابٌ نشأ فی عبادۃ اللہ ، ورجل قلبہٗ معلّق بالمساجد، ورجلان تحابّا فی اللہ ، اجتمعا علیہ وتفرّقا علیہ ، ورجل دعتہ امرأۃ ذات منصب وجمال فقال : انّی اخاف اللہ ، ورجل تصدّق بصدقۃ فاخفاھا حتّٰی لا تعلم شمالہٗ ما تنفق یمینہٗ ، ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ " (التّرغیب والتّرھیب ج ۳ ، ص ۱۶۴ - ۱۶۵ و قبسات من ھدی النّبوۃ ، ص ۳۰)

"دوسرا وہ نوجوان جو جوانی کی امنگ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہا، تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا رہے ، چوتھے نمبر پر وہ دو آدمی جو باہم اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھیں - زندگی بھر ایسے ہی رہیں اور اسی پر مریں - پانچواں وہ مرد جسے کوئی بلند مرتبہ خوبصورت عورت گناہ کی دعوت دے اور وہ یہ کہہ کر انکار کر دے کہ میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (لہٰذا تمہاری دعوت قبول نہیں کر سکتا) چھٹا وہ مرد جس نے اللہ کی راہ میں چھپا کر صدقہ دیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا ، بائیں ہاتھ کو بھی اس کی خبر نہ ہوئی ، اور ساتواں وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا (اور اس کی خشیت سے) اس کی دونوں آنکھیں بہہ نکلیں (یعنی رو دیا !)"

الرحمان، وکلتا یدایہ یمین، الذین یعدلون فی حکمھم اھلیھم وما ولوا۔" (صحیح مسلم والنسائی، والترغیب والترھیب ج ۲، ص ۱۶۷)

"انصاف کرنے والے (عادل لوگ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک نور کے منبروں پر رحمان کے داہنے ہاتھ جگہ پائیں گے، جب کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں ــــ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں عدل کو روا رکھتے ہیں، اپنے اہل کے درمیان اور ان لوگوں کے درمیان جن کے وہ حاکم بنائے گئے، انصاف کو قائم کرتے ہیں۔"

(جاری ہے)

سنتِ ابراہیمیؑ کا تقاضا

مقبوضہ کشمیر میں ہماری مائیں بہنیں اور بھائی سنتِ ابراہیمیؑ کا عملی نمونہ پیش کر رہے ہیں۔ آج مائیں اپنے اسماعیل نہلا دھلا کر رزم گاہِ حق و باطل میں بھیجتی ہیں۔

سنتِ ابراہیمیؑ کے پیروکار آخر یہ لازوال قربانیاں کیوں دے رہے ہیں؟ اس لیے کہ کفر و شرک کے پجاری دینِ حنیف کو (خاکم بدہن) مسخ کرنا چاہتے تھے۔ غیرتِ دینی کا تقاضا تھا کہ اسلامی تشخص کا تحفظ کیا جائے، چنانچہ دینی حمیت سے سرشار توحید و سنت کے متوالے کفر کے طوفان سے ٹکرا گئے۔

یہ جرمِ حریت کفر کو گوارہ نہ تھا چنانچہ مسلمانوں کی بستی پر ہنود، یہود اور نصاریٰ کی سرخ آندھیاں چلنا شروع ہوگئیں اور شمع حرم کے پروانے ایک ایک کر کے شہید ہونے لگے۔

آج روئے زمین کے مسلمانوں کا دشمن صلیبی سامراج امریکہ ۵۰ ہزار سے زائد کشمیری فرزندانِ توحید کی قربانیوں کو کالی دیوی کی بھینٹ چڑھانا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت "بزرگ شیطان" امریکہ کی ایما پر ملتِ اسلامیہ کے اس حصہ "مقبوضہ کشمیر" میں خون کے دریا بہا رہا ہے۔

اس اندوہناک صورتِ حال کے تناظر میں کیا آپ فلسفہ قربانی کی روح کے مطابق مقبوضہ کشمیر کے مظلوم و مقہور مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیں گے؟

(تحریک المجاہدین جموں و کشمیر مظفر آباد سری نگر)

پوسٹ بکس نمبر ۱۲۶